اب تک کل حملے جو بیت المقدس کو مسلمانوں سے چھین لینے کے لئے ہوئے تھے ان میں نصرانی ناکامیاب رہے مصر کے مشہور بادشاہ سلطان صلاح الدین نے فلسطین کو فتح کر لیا اور نصاریٰ کو بالکل خارج کر دیا اگرچہ اس کے بعد ہی ۱۱۸۹ء میں تیسری جنگ صلیبی ہوئی جس میں بادشاہ فریڈرک باربروسا[۱] فلپ آگسٹس رچرڈ شیردل جیسے بڑے بڑے بادشاہ شریک تھے لیکن پھر بھی یہ ملک سلطان صلاح الدین ہی کے ہاتھ میں رہا۔ ساتویں صدی میں کئی صلیبی جنگیں اسلام کے خلاف ہوئیں لیکن ان سب میں یورپ کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا چوتھی صلیبی جنگ جو ۱۲۰۲ء میں واقع ہوئی مسلمانوں پر حملہ کرنے کے عوض میں صلیبیوں نے دارالسلطنت قسطنطنیہ کو لوٹا اور وہاں ایک نئی شرقی حکومت قائم کی جس کی وہی حالت ہوئی جو حکومت بیت المقدس کی اس سے قبل ہو چکی تھی اس کے بعد کی چار صلیبی جنگیں بھی بالکل ناکام رہیں ساتویں صلیبی جنگ میں سنٹ لوئی گرفتار ہو گیا اور ایک خطیر جرمانہ دینے کے بعد رہا کیا گیا۔ آٹھویں جنگ میں وہ تونس کی دیواروں کے نیچے طاعون سے مر گیا یہ اخیر جنگ صلیبی تھی اس کے بعد یورپ کو احساس ہوا کہ ابھی ان میں اسقدر قوت نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ کرے چنانچہ فلسطین کو فتح کرنے کی کوئی اور کوشش نہیں کی اسلام کا پرچم برابر ان مقامات مقدسہ پر لہراتا رہا آٹھویں صدی کی تاریخ ترکوں اور مغلوں کی باہمی لڑائیوں سے بھری پڑی ہے۔ دسویں صدی میں مسلمانوں کی حکومت کا پرچم سرزمین اندلس سے اکھیڑ دیا گیا جہاں آٹھ سو برس تک اس کے پھریرے لہراتے رہے ۱۴۹۲ء میں فرڈینانڈ دارالسلطنت غرناطہ پر قابض ہو گیا اور اس کے بعد قتل عام اور اخراج عام کا وہ سلسلہ شروع ہوا جو اس کے جانشینوں کے وقت تک جاری رہا تیس لاکھ مسلمان یا تو جان سے مارے گئے یا جلا وطن کر دیے گئے اور وہ ساری اسلامی فتوحات کا عروج جس کا پرتو آٹھ سو برس سے یورپ پر جلوہ فگن تھا یکلخت فنا ہو گیا۔ مسلمانوں کے اسی انحطاط کا نقشہ حالی مرحوم نے کیا ہی خوب کھینچا ہے فقط

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جا کے دیکھے ؛ مساجد کے محراب و در جا کے دیکھے
حجازی امیروں کے گھر جا کے دیکھے ؛ وہ اجڑا ہوا کروفر جا کے دیکھے

اتباعِ قرآن و حدیث اور معراجِ ترقی

(از مولوی محمد ابوالخیر صاحب بدر پروائی پرتاب گڈھی متعلم بجماعت رابعہ)

مذہب اسلام نے دنیا میں آ کر جہاں لوگوں کے تمام نقائص و عیوب دور کر کے اخلاق حمیدہ اور عادات سلیمہ سے آراستہ و پیراستہ کیا جہاں عبد اور معبود کا رشتہ قائم کرتے ہوئے بتایا کہ حاجات اور ضروریات کو پوری کرنے والی ایک اور صرف ایک ہی ہستی ہے ساری مشکلات اور شدائد و مصائب کو رفع و دفع کرنے والا ایک ہی ہے وہاں مسلمانوں کو مذہب اسلام نے یہ بھی بتایا کہ دنیا تمہارا رہنے کے لئے ہے لیکن یہ اسی وقت تک ہے جب تک ہمارے قانون و قواعد کی پابندی کرو گے چنانچہ اسلام نے دو قانون پیش کئے اور صاف

---

[۱] یہ تینوں جرمنی اور فرانس اور انگلستان کے ہم عصر بادشاہ تھے ۱۲

تھا کہ یہ قانون جو تم جائز قانون میں سمجھتے ہوئے دنیا میں سرفراز تھے کی بسر کرو ساری چیزیں تمہاری ہی خاطر وجود میں لائی گئی ہیں لیکن تمہیں ایک بات ماننی پڑے گی چنانچہ ارشاد ہوا۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الآیۃ۔ اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرو یعنی قرآن و حدیث کو مانو۔ جب تک تم ان کو اپنا لائحہ عمل بنائے رہو گے دنیا کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہونگے۔ دنیا کی حکومت سلطنت جاہ و شوکت صرف تمہارے لئے ہوگی تم حاکم ہوگے ساری خدائی تمہاری محکوم ہوگی جیسا کہ خدائی قانون یعنی قرآن مجید کہتا ہے۔ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ ترجمہ بیشک زمین کے مالک نیک بندے ہیں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض۔ الآیۃ ترجمہ اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو ایمان دار ہیں اور عمل اچھے کرتے ہیں زمین کی بادشاہت کا۔ یہ تو خداوند قدوس کا فرمان ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ اللہ رب العالمین اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہے۔ پس ہم لوگ آج کل باوجود مسلم کہلانے کے محکوم ہیں اور غلامی کی سخت زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں تو اس صورت میں ماننا پڑیگا کہ یا نعوذ باللہ خداوند قدوس کا کلام جھوٹا ہے یا ہم لوگ مسلمان ہی نہیں چونکہ صورت اول قطعاً محال ہے۔ اس لئے ممکن ہے ہم لوگ مسلمان حقیقی نہ ہوں ورنہ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہمارے اسلا ف تو قرآن و حدیث کی پیروی کرتے ہوئے ساری دنیا پر حکومت کریں اور ساری خدائی ان کی محتاج ہو۔ اور آج ہم ہیں کہ مسلم ہوکر محکوم ہیں حالانکہ مذہب اسلام غلامی کو سخت حقارت آمیز نظروں سے دیکھتا ہے اور وہ اپنے ماننے والوں کو کبھی غلامی میں پڑے رہنے کی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ عذاب کی کئی قسمیں ہیں اس میں ایک قسم غلامی بھی ہے۔ جن قوموں نے اپنا لائحہ عمل قرآن و حدیث کو بنایا وہ ہمیشہ آسمان ترقی پر گامزن رہیں اور کوئی طاقت و قوت ان کا مقابلہ نہ کر سکی اور اگر کسی قوم نے مقابلہ بھی کیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تاب نہ لاسکنے کی وجہ سے ان کی طاقت پاش پاش ہوگئی چنانچہ سرور کائنات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنت رسولہ۔ یعنی آپ فرماتے ہیں کہ لوگو میں تمہارے واسطے دنیا میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں تم اس وقت تک گمراہ نہ ہوگے جب تک کہ ان دونوں کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو گے وہ اللہ کی کتاب قرآن شریف اور رسول اللہ کی حدیث شریف ہیں۔ صحابہ کرام کی حالت کو دیکھئے جہاں وہ ذرا سی بھی قول نبی سے بے توجہی کرتے ہیں وہاں پر ان کو عظیم الشان ندامت و رسوائی اور نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے اگرچہ وہ صحابہ کرام تھے رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ ترجمہ (راضی ہوا اللہ ان سے اور وہ راضی ہوئے اللہ سے) انھیں کیلئے کہا گیا تھا اشاعت اسلام کی خاطر وہ اپنی عزیز ترین جانوں کو قربان کر دینا کچھ نہ سمجھتے تھے محبت رسول میں اپنا مال خرچ کر دینا اپنے اہل و اولاد اور عزیزوں و اقرباؤں سے قطع علائق کر لینا ایک معمولی بات تصور کرتے تھے قوانین اسلام کی پابندی میں تمام اہم مشکلات کو برداشت کرنے والے تھے ان سب چیزوں کے ہوتے ہوئے بھی ذرا سی لغزش ہو جانے پر ان کو کتنی بڑی ہزیمت ہوتی ہے چنانچہ دیکھئے غزوۂ احد کے موقع پر جبکہ آنحضور نے چند صحابہ کرام کو بمصلحت وقت ایک جگہ پر متعین کر دیا تھا اور ان سے کہہ دیا تھا کہ چاہے ہم کو شکست ہو یا فتح مگر تم اس گھاٹی کو نہ چھوڑنا چنانچہ لشکر اسلام کا مقابلہ عساکر شیطانیہ سے ہوتا ہے اور مسلمان اپنی جنگی ہمت و قوت سے کافروں کے سامنے آتے ہیں بھلا وہ جماعت جس میں اللہ کے حبیب خاتم انبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوں وہ کیونکر شکست کھا سکتی ہے کیونکہ خداوند قدوس نے مسلمانوں کے قعر قلب میں ایمان کا وہ جذبہ دیا ہے جس کی وجہ سے طاغوتی قوت کبھی ان کا

خطرہ نہیں ہو سکتی ہے وہ تو اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر لڑائی کیا کرتے تھے وہ جان کی قطعاً پرواہ نہ کرتے تھے بلکہ لڑائی میں شہید ہو جانے کو سب سے اچھا کام سمجھتے تھے اور در اصل واقعی یہی ہے چنانچہ صحابہ کرام کی صفت اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا الآیہ۔ یعنی صحابہ کرام کی تو یہ حالت تھی کہ وہ کافروں پر سخت تھے اور مسلمانوں میں ان میں کا ایک دوسرے پر مہربان ہوتا تھا اور وہ کثرت سے نمازیں پڑھا کرتے تھے اور اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی تلاش کیا کرتے تھے آخر لڑائی میں کافروں کو شکست فاش ہوتی ہے یہی وہ دونوں جماعت ہیں جن کا سچا نقشہ خداوند قدوس نے اپنی مقدس کتاب میں کھینچا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ ھذان خصمان اختصموا فی ربهم فالذین کفروا قطعت لهم ثیاب من نار الآیہ۔ یعنی دو جماعتیں ہیں جو کہ اللہ کے بارے میں جھگڑ رہی ہیں لیکن جن لوگوں نے کفر کیا ان کے واسطے آگ کے کپڑے تیار کئے گئے ہیں اس کے بعد جب کافروں کو شکست ہوتی ہے تو وہ بھاگ جاتے ہیں اب اس صورت کو جب ان مسلمانوں نے دیکھا جن کو کہ آپ نے ایک گھاٹی پر معین کر دیا تھا تو انھوں نے قیاس کیا کہ اب تو کافر مفرور ہو چکے ہیں اگر ہم اس کو چھوڑ دیں تو کیا خرابی ہے۔ چنانچہ اس جماعت میں سے چند لوگ اپنی جائے مقررہ کو چھوڑ کر قول نبی کو ورطۂ نسیان میں غرق کرتے ہوئے مال غنیمت کو لوٹنے میں مصروف و مشغول ہو جاتے ہیں اگرچہ ان لوگوں کو بقیہ اصحاب نبوی نے اس گھاٹی کے چھوڑنے سے روکا تھا اور باصرار کہا تھا کہ یہاں سے ہمارے لئے جانا کسی صورت میں روا نہیں ہے لیکن انھوں نے کچھ بھی خیال نہ کیا اس کا المناک نتیجہ یہ مرتب ہوتا ہے کہ جب کافروں نے دیکھا کہ مسلمان مال غنیمت لوٹ رہے ہیں موقع بہت اچھا ہے۔ چنانچہ پیچھے سے یعنی اسی گھاٹی کی جانب سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچاتے ہیں صحابہ کرام میں سے اکابرین صحابہ نذر اجل کر دیتے جاتے ہیں خود سرکار دو جہاں احمد مجتبیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیف پہنچتی ہے آپ کے دندان مبارک شہید کر دیئے جاتے ہیں آپ کا مبارک چہرہ لہولہان کر دیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ تو ہوا لیکن اس کی وجہ کیا تھی؟ وجہ صرف یہی تھی کہ یہاں پر آنحضورؐ کے قول کی مخالفت ذرا سی ہو گئی تھی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار پس اے مسلمانو اس واقعہ سے عبرت پکڑو آنحضورؐ فرماتے ہیں کہ میری مثال اس شخص کی طرح ہے جو کہ آگ روشن کرتا ہے اور پھر پتنگے آنے شروع ہوتے اور وہ شخص ہر چند ان پتنگوں کے بچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ مغلوب ہو جاتا ہے ٹھیک یہی مثال ہماری بھی ہے کہ میں لوگوں کو جہنم سے بچانے کی ہر طرح کوشش کر رہا ہوں لیکن وہ برابر جہنم میں دھڑا دھڑ کودے جا رہے ہیں حالانکہ میں ان کی کمریں پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا ہوں یہاں پر لفظ کمر قابل غور ہے یعنی آپ فرماتے ہیں کہ میں کمر پکڑ کر کھینچ رہا ہوں یعنی جس طرح کسی شخص کی کمر پکڑ لی جاتی ہے اور پھر اس میں جنبش کی طاقت نہیں رہتی ہے اسی طرح آپ بھی تمام لوگوں کی نجات کی خاطر انتہائی کوشش کر رہے تھے۔ اندلس کی حالت کو دیکھئے کہ وہاں پر مسلمانوں نے آٹھ سو برس تک حکومت کی اور بڑے رعب اور دبدبہ کے ساتھ لیکن آج ان کا نام و نشان نظر نہیں آ رہا ہے۔ مسجدیں مرثیہ خواں ہیں عمارتیں سونی پڑی ہیں۔ وجہ اس کی یہی تھی کہ جب تک انھوں نے قرآن و حدیث کی پابندی کی اس کو اپنے تئیں ضروری اور لابدی تصور کرتے رہے برابر حکومت کرتے رہے لیکن جہاں انھوں نے اسلامی قوانین کو ترک کیا۔ بس عیش عشرت میں پھنس گئے۔ ان کے